بسم الله الرحمن الرحيم

سوال وجواب

ٹرمپ کے سعودی عرب اور مقبوضہ فلسطین کے دورے کے نتائج واثرات

سوال: رشیاٹوڈے نے 26 مئی 2017 کی رائٹرز کی رپورٹ کے حوالے سے بتایا کہ امریکی سینیٹ ٹرمپ کی سعودی عرب کے ساتھ کی گئی 460 ارب ڈالر کی ہتھیاروں کی ڈیل کو نامنظور کرانے کے لئے ووٹ کروانا چاہتی ہے: "ٹرمپ کی سعودی عرب کے ساتھ ہتھیاروں کی سودے کو منسوخ کرنے کی خاطر سینیٹ کے ممبران کی جانب سے یہ پیش کش رکھی گئی ہے تاکہ کونسل کو اس پر ووٹ کرنے کے لئے مجبور کیا جاسکے" (رشیاٹوڈے 26 مئی 2017 رائٹرز کے حوالے سے)۔ یہ بات کس طرح ممکن ہے؟ بالخصوص جبکہ ایسا سودا عین امریکی خواہش ہے اور امریکی معیشت بحران سے گذر رہی ہے، کانگریس میں اس کو منسوخ کرنے کے مطالبے کی وجہ کیا ہے؟ اور جبکہ ٹرمپ کے سعودی عرب کے دورے کی میڈیا میں بڑی گونج رہی ہے، وہاں اس نے خلیجی ریاستوں کے سربراہان سے ملاقات کی اور دیگر صدور سے اس کی ملاقاتیں بڑی نمایاں رہی ہیں اور پھر اس کے بعد اس نے مقبوضہ فلسطین کا دورہ کیا۔ کیا ان سب سے یہ مطلب اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ فلسطین کے متعلق کوئی سیاسی منصوبہ رکھتا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل کرے آمین۔

جواب:

امریکی کانگریس کی پیش کش سیاسی رسہ کشی کے تناظر میں ہے اور غالب امکان ہے کہ اس سے ہتھیاروں کے سودے پر اثر نہیں ہونے والا، البتہ سودے کی شرائط میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ یہ ایسا سودا ہے جو امریکی معیشت میں جان پھونکنے والا ہے جس کے تحت مختلف امریکی فیکٹریاں چلنا شروع ہوں گی اور امریکیوں کو مختلف قسم کے کام اور روزگار مہیا ہوں گے۔ امریکہ اور اس کی تمام سیاسی جماعتیں یہ سودا کرنا چاہتی ہیں اور جب تک کانگریس کی جانب سے اس کو رد کرنے کی کوشش کی حقیقت مزید واضح نہیں ہوجاتی، ہم چند باتوں کا جائزہ لیں گے:

1۔ امریکی صدر ٹرمپ کی آمد 20 مئی 2017 کو آل سعود کے دارالحکومت ریاض میں ہوئی تھی جس کو امریکی میڈیا اور عربی زبان کے ٹی وی چینلز میں بڑے پیمانے پر تشہیر کے ذریعے نمایاں کیا گیا تھا۔ اس میڈیا مہم کے دوران اس دورے کو عالم اسلام کے ساتھ امریکی دوستانہ کے دورے کے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور سعودیوں کے ساتھ ٹرمپ کی ملاقات میں نہایت گرمجوشی دیکھی گئی جو پچھلے امریکی صدر کی ملاقاتوں میں غیر حاضر نظر آتی تھی۔ ستائشی کلمات، سعودی عرب اور اس کے بادشاہوں اور سربراہوں کی تعریفیں اس سے قبل کسی امریکی صدر کی جانب سے کبھی نہیں سنی گئی تھیں اور ٹرمپ نے سعودی عرب کے دورے کی شروعات سعودی بادشاہ سلمان کے ہمراہ سربراہی اجلاس کے ساتھ کی اور اس کے دوسرے دن 21 مئی 2017 کو پھر چھ خلیجی ممالک کے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ سربراہی اجلاس کیا اور اسی دن بعد میں 55 اسلامی ممالک کے سربراہان کے ساتھ سربراہی اجلاس کیا اور اس اجلاس کی اہمیت ٹرمپ کی جانب سے کی گئی ایک تقریر تھی اور مزید ان مملکتوں میں سے چند ممالک کے سربراہوں کے ساتھ باہمی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہ۔ اس دوران یہ طے پایا کہ انتہا پسندی کے افکار پر قابو پانے کے لیے ایک عالمی مرکز قائم کیا جائے جو ان تمام ممالک اور امریکہ کے درمیان انتہاپسندی اور دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کی خاطر آپس میں گہری شراکت کے تحت منضبط ہوگا، اور اس کا مرکز دارالحکومت ریاض میں ہوگا جس کو سربراہی اجلاس کے اختتامی اعلامیہ میں بھی شامل کیا گیا اور "ریاض اعلان" سے موسوم کیا گیا۔ چنانچہ سعودی عرب اپنا سرمایہ اس چیز کے خلاف لڑنے کے لئے خرچ کررہا ہے جس کو مغرب "دہشت گردی" کہتا ہے اور جس کو ٹرمپ "بنیاد پرست اسلامی دہشت گردی" یا Radical Islamic Terrorism کہتا ہے اور "ریاض اعلان" میں مزید ایک "ارادے

کا اعلان "Declaration Of Intent" بھی شامل تھا جس کا مقصد ایک اسٹریٹجک وسط ایشیائی اتحاد کا قیام ہے۔ یہ اعلان بیان کرتا ہے کہ مختلف ریاستیں اس اتحاد کا حصہ ہوں گی تاکہ خطے اور دنیا میں امن و امان حاصل کیا جاسکے۔ مزید یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے قیام اور شرکت کو 2018 میں عمل میں لایا جائے گا۔

2۔ ان ملاقاتوں اور اس نئے مرکز اور اسٹریٹجک اتحاد کی اپنی اہمیت ہونے کے باوجود ٹرمپ کا اصل مقصد سعودی عرب کے ساتھ معاشی سودا تھا کیونکہ امریکی معیشت مسلسل بحران اور معاشی دھچکوں کی وجہ سے داؤ پر لگی ہوئی ہے حالانکہ دنیا کی نمبر ایک معیشت ہونے اور ناقابل تصور قسم کے قرض کے حل کے باوجود امریکہ کے لئے اقتصادی ترقی نہایت اہم بن گئی ہے بالخصوص چین کی معیشت میں مستقل اضافہ اس کی بے چینی کی وجہ ہے۔ چنانچہ امریکی صدور کے لئے اقتصادی مسائل نہایت اولین ترجیح کے حامل ہوگئے ہیں بالخصوص خارجہ معاشی پالیسی کی خاطر اہم ترین نقطہ بنتا جارہا ہے۔ ٹرمپ پچھلے سال کے اواخر میں الیکشن جیت کر امریکی صدر منتخب ہوا تھا اس کی الیکشن مہم کے اکثر نعرے امریکی معیشت سے متعلق تھے بالخصوص امریکیوں کو روزگار مہیا کرانے، امریکی کمپنیوں کو دیگر ممالک سے واپس امریکہ لوٹا کر امریکی معیشت کو بحال کرنے اور دنیا کے ممالک کو امریکہ کے ذریعے تحفظ فراہم کئے جانے کے لئے Royalties خراج اداء کرنے کے لئے مجبور کرنے سے متعلق تھے۔ ریپبلکن پارٹی کے لئے ٹرمپ کو صدارتی امیدوار منتخب کرنے کی وجہ اس کا منافع بخش سودے کرنے والا سرمایہ دار ہونا تھا جیسا کہ وہ ایک کامیاب تجارتی سودے باز شخص ہے۔ جب اس نے اپنی پالیسی نافذ کرنا شروع کی تو اس نے جرمنی کی چانسلر اینجلا مرکل سے اس کے دورہ واشنگٹن پر 17 مارچ 2017 کو مطالبہ کیا کہ جرمنی جنگ عظیم دوم کے بعد سے جرمنی کی حفاظت کرنے کے لئے امریکہ کو سابقہ قسطوں پر کئی بلین ڈالر کا ہرجانہ اداء کرے اور 28 اپریل 2017 کو جنوبی کوریا سے وہاں پر اینٹی میزائل امریکی میزائل سسٹم "THAD" کی تنصیب کے عوض میں امریکہ کو ایک بلین ڈالر اداء کرنے کا اس نے مطالبہ کیا۔ اس میزائل سسٹم کو امریکی فوج نے شمالی کوریا کے میزائل تجربات کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کے تدارک کے لیے نصب کیا تھا۔ جرمنی نے اس کے ملک میں امریکی موجودگی کے لئے کسی قسم کا قرض اٹھانے سے صاف طور پر انکار کردیا تھا اور جنوبی کوریا نے بھی امریکی میزائل سسٹم THAD کی تنصیب کے لئے کسی قسم کا خرچ اٹھانے سے انکار کردیا تھا۔ امریکہ کا دنیا سے معاشی خراج وصول کرنے کا معاشی منصوبہ دنیا کے اکثر علاقوں سے ناکام ہوا البتہ اس کا یہ معاشی منصوبہ سعودی عرب میں نہایت کامیاب رہا، اس کے بعد خلیجی ممالک میں کامیاب رہا اور یہی بات ہے جو ناقابل یقین قیمت پر کی گئی ہتھیاروں کی سودے بازی سے نظر آئی جس پر سعودی عرب نے ٹرمپ کے ساتھ دستخط کئے۔

امریکہ کی "royalties" یا خراج کی پالیسی کے کامیاب ہونے کی شروعات سعودی عرب میں ظاہر ہوئی اور امریکہ نے تاریخی طور پر ہتھیاروں کا سب سے بڑا سودا طے کیا جو اس پالیسی کے زیر اثر امریکہ کے ہاتھ لگا ہے۔ الجزیرۃ نیٹ مباشر نے 20 مئی 2017 کو رپورٹ کیا کہ "سعودی بادشاہ سلمان اور ٹرمپ نے ہفتے کے دن باہمی تعاون کے مختلف معاہدات پر دستخط کئے ہیں۔ وہائٹ ہاؤس نے ریاض کے ساتھ 460 بلین امریکی ڈالر مالیت کے فوجی تعاون کے معاہدے پر دستخط کیے جانے کا اعلان کیا۔ سعودی تجارتی وزیر ماجد القصابی نے کہا کہ اس کے ملک نے 23 بڑی امریکی کمپنیوں کو سعودی عرب میں سرمایہ کاری کی خاطر لائسنس جاری کیے ہیں"۔ ریاض میں الجزیرۃ کے رپورٹر نے بتایا کہ سعودی عرب اور امریکہ نے 460 بلین امریکی ڈالر کے دفاعی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جس میں سے 110 بلین ڈالر کے پچھلے سعودی و امریکی سودے ہیں جس کے تحت فوری طور پر ہتھیار سعودی عرب کے حوالے کئے جائیں گے اور باقی 350 بلین ڈالر مالیت کے ہتھیار دفاعی سمجھوتے کے تحت مزید اگلے دس سالوں میں مہیا کیے جائیں گے۔

اتنا زبردست سودا طے پانے کے نتیجے میں امریکہ کی کئی بڑی سٹاک مارکیٹوں جیسے Dow Jones, Standard & Poor's اور Nasdaq میں مختلف کمپنیوں کے سعیر آسمانوں کو چھونے لگے اور یہ سب سعودی عرب کی جانب سے امریکہ کی معیشت کو نہایت کثیر رقم عطاء کرنے کے نتیجے میں اور روزگار کے پیدا ہونے سے ہوا جیسا کہ ٹرمپ نے الیکشن مہم کے دوران میں وعدہ کیا تھا۔ ان سودوں کے تحت ہم یہ اخذ کرسکتے ہیں کہ سعودی عرب ریاست کی آمدنی کا بڑا حصہ سالانہ امریکی ہتھیاروں کی فیکٹریوں کو بھیجتا رہے گا اور اگلے دس سالوں تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ العربیہ نیٹ 22

دسمبر 2016 کی رپورٹ کے مطابق سعودی ریاست کی 2016 کی سالانہ اصل آمدن 528 بلین ریال تھی جو تقریباً 140 بلین امریکی ڈالر کے برابر ہوتی ہے اور اس طرح ٹرمپ انتظامیہ نے اپنے معاشی مسائل کا حل آل سعود سے تلاش کر لیا ہے۔

3۔ کانگریس کی جانب سے سودے کو مسترد کرنے کی بات سیاسی رسہ کشی کے تناظر میں ہے اور غالب امکان ہے کہ اس سے ہتھیاروں کے سودے پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا، البتہ سودے کی شرائط میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ ہتھیاروں کا اتنا بڑا سودا امریکی معیشت میں جان پھونکنے والا ہے جس کے تحت امریکی فیکٹریاں چل پڑیں گی اور وہیں امریکیوں کو مختلف قسم کے کام اور روزگار مہیا کروائے گی۔ امریکہ اور اس کی تمام سیاسی جماعتیں یہ سودا کرنا چاہتی ہیں البتہ جیسا کہ ہم نے کہا کہ یہ سیاسی مخالفت کا معاملہ ہے۔ اس معاشی کامیابی کے تحت ٹرمپ کو اتنا بڑا سودا ہاتھ آیا اور بڑے نمایاں سیاسی افعال کے تحت مختلف ممالک کے حکمرانوں کو ایک ساتھ جمع کیا گیا، ان کے تلے ٹرمپ اپنی بدنامی کے واقعات Scandals دبا دینا چاہتا ہے جو اس کے الیکشن کے دوران روس سے تعلقات قائم کرنے اور اس کے داماد اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اٹھنے والے معاملات ہیں اور اس آپریشن کو اچھی طرح انجام دیا گیا۔

صدر ٹرمپ کے سعودی دورے اور ملاقاتوں اور سعودی عرب میں ہتھیاروں کے سودے پر اس کے دستخط کرنے اور دنیا کے ہر کونے سے ٹرمپ کی تقریر سننے کے لئے مسلم صدور مملکت اور بادشاہوں کے ریاض پہنچ کر جمع ہونے اور امریکہ کی فرمانبرداری کی رسم Ritual کو اداء کرنے کے مناظر کو جس طرح بڑے بڑے پیمانے پر امریکہ میں میڈیا کے ذریعے نمایاں کرکے دیکھایا گیا اس سے صدر ٹرمپ اور اس کی انتظامیہ کے لئے آسانی پیدا ہوتی ہے کم از کم تھوڑی مدت کے لئے بدنامی کے واقعات کے اثرات حاوی نہیں رہیں گے اور اُسے کارنامے اور کامیابیوں سے جوڑ کر دیکھا جائے گا اور انکشافات اور بدنامی کے واقعات اور کمزور سیاسی کارکردگی سے نہیں جوڑا جائے گا اور موجودہ حالات میں اس کے لئے سیاسی طور پر یہ پہلو نہایت اہم بنا ہوا ہے۔ چنانچہ واضح ہے کہ اسی لئے ہنگامی طور پر مسلم بادشاہوں اور صدور مملکت کا امریکی صدر سے ملاقات کے لئے مجمع اکٹھا کیا گیا اور پہلی بار اتنے بڑے پیمانے پر سعودی عرب کھلم کھلا امریکی صدر اور 55 اسلامی ممالک کے سربراہوں کے درمیان ہونے والی ملاقات کی خاطر تیاری و انتظام کیا جنہیں اس ملاقات کو انجام دینے کے لئے دار لحکومت ریاض میں مدعو کیا گیا تھا، جہاں امریکی صدر ٹرمپ کا دورہ پہلے سے میڈیا کی اہم توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ادھر مشاہدین کا ماننا ہے کہ یہ سعودی عرب کی کامیابی تھی کہ وہ عرب و مسلم سربراہوں اور حکمرانوں کو اس نوعیت کی پہلی ملاقات کے لئے جمع کرکے ساری دنیا کی توجہ اس دورے کی جانب مبذول کرانے میں کامیاب ہوا۔۔(Deutsche Welle site on 19/5/2017) اور پھر اس کے بعد امریکی کانگریس کے چند ممبران بالخصوص ڈیموکریٹ کی جانب سے اس کی سیاسی مخالفت کا دور شروع ہوا۔

4۔ جہاں تک خلیج کے دیگر حکمرانوں کی بات ہے تو امریکہ ان کو بھی اپنے قابو میں رکھنا چاہتا ہے حالانکہ وہ ان کی برطانیہ سے وفاداری کے متعلق باخبر ہے البتہ امریکی ہتھیاروں کے سودے سے ان کا تعلق قائم کرکے، مزید ایرانی خطرے کو بہانہ بنا کر ان کے ممالک میں مداخلت کرنا چاہتا ہے۔ ٹرمپ نے اپنی تقریر میں اس بات کو بیان کیا کہ "قطر، جو امریکی مرکزی کمان کی اپنے یہاں مہمان داری کرتا ہے (امریکی فوجی اڈہ)، ایک اہم اسٹریٹیجک حصہ دار ہے، ہماری کویت اور بحرین سے چلی آرہی طویل شراکت داری خطے میں امن کو بڑھائے گی۔۔۔ متحدہ عرب امارات نے Battle for Hearts and Minds میں حصہ لیا اور امریکہ کے ساتھ مل کر انٹرنیٹ پر نفرت (انتہاپسندی) کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے ایک مرکز کو قائم اور شروع کیا، بحرین بھی وہاں سے اس مقصد میں شامل ہونے اور انتہاپسندی میں اضافے کو روکنے میں اپنا کارکردار کر رہا ہے"۔۔ (CNN/Arabic 21/05/2017)

امریکی صدر ٹرمپ نے بیان دیا کہ امریکہ اور قطر نے امریکی ہتھیار کے ایک نئے سودے پر گفتگو کی ہے۔ اے پی (خبر ایجنسی) کے مطابق "امریکی صدر نے کہا کہ قطر کے امیر نے اس کے ساتھ گفتگو کی ہے تاکہ بڑی تعداد میں بہترین قسم کے امریکی فوجی ہتھیاروں کو خریدے"۔ ٹرمپ اور امیر قطر شیخ تمیم نے امریکی اسلامی سربراہی اجلاس سے ہٹ کر بھی صبح کے وقت آپس میں باہمی گفتگو کی اور امریکی صدر نے کہا کہ "امریکہ سے بہتر ہتھیار کوئی

بھی نہیں تیار کرتا ہے" اور اشارہ کیا کہ اس سودے سے "امریکہ کو روزگار حاصل ہوگا اور قطر کی سیکوریٹی فورس میں اضافہ ہوگا"۔ (Dot Masr 21/5/2017)

امریکہ کی پالیسی ایرانی خطرے کو خطے کے ممالک کے لئے خطرہ بتانے اور پھر اس کے عرب حکمرانوں کو ایران مخالف جملے سنا کر ان ممالک کو ہتھیاروں کے سودے، فوجی اڈوں، مراعات کے ذریعے بُنے ہوئے امریکی جال میں پھانسنا ہے اور یہ سب کچھ خلیج کی دولت سے ہوگا اور اِس میں امریکہ کو ایران کے خلاف حقیقی طور پر کوئی اقدام اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ امریکہ اب بھی شام میں انقلاب کو کچلنے کے لئے ایران پر اعتماد کرتا ہے اور اوباما کے دور کی طرح یمن میں حوثی باغیوں کو ہتھیار بہم پہنچانے میں اب تک اپنا کارآمد کردار نبھاتا چلا آرہا ہے اور بلاشبہ عراق اور لبنان میں اس کے اثرات عین امریکی منصوبے کے مطابق ہیں۔ ریاض میں اپنی تقریر میں ٹرمپ نے لبنانی حزب اللہ کا ایک دہشت گرد تنظیم کے طور پر ذکر کیا اور پھر لبنانی فوج کی تعریف بھی کی جو شام میں مداخلت اور کارروائی کے لئے حزب اللہ کو پوری مدد فراہم کرتی ہے اور اس کے ساتھ مل کر شام کے انقلابیوں کے خلاف جارود اور ارسل کے مقام پر لڑائی لڑتی ہے۔

یہ تمام حکمران بھی سعودی حکمران کی طرح ہی اس بات پر مکمل یقین نہیں کرتے ہیں کہ امریکہ ایران کو ان کے تخت پلٹنے کے لئے کبھی نہیں اکسائے گا چنانچہ وہ امریکہ کی خواہش اور اشاروں کے فرمانبردار ہیں بالخصوص جب وہ امریکہ سے ایران کے خلاف کوئی لفظ یا ایرانی خطرے کے متعلق کچھ سنتے ہیں خواہ ایسی بات کہ جس کے ہمراہ کوئی عملی اقدام نہ بھی کیا جاتا ہو۔ جیسے ٹرمپ نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ "لبنان سے لے کر عراق اور یمن وغیرہ تک ایران ہی ہے جو دہشت گردوں اور ملیشیاء اور دیگر انتہاپسند گروہوں کو سرمایہ، ہتھیار اور تربیت فراہم کر رہا ہے جو خطے میں بربادی اور عدم استحکام پھیلاتے ہیں، کئی دہائیوں سے ایران نے فرقہ واریت اور دہشت گردی کی آگ کو بڑھاوا دیا ہے، یہ ایک ایسی حکومت ہے جو کھلے عام قتل عام کی بات کرتی ہے اور اسرائیل کی بربادی اور امریکہ کی موت کے حلف لیتی ہے اور اس ہال میں موجود اکثر سربراہوں اور ممالک کی بربادی کے دعوی کرتی ہے، اس کی عدم استحکام پھیلانے والی مداخلت میں سے ایک ملک شام میں مداخلت ہے جہاں بشارالاسد نے ایران کی مدد سے ناقابل بیان جرائم انجام دیئے ہیں" (CNN, 21/5/2017)۔ گویا کہ یہ امریکہ نہیں تھا کہ جس نے خود ہی ایران کو یہ سب کرنے کا حکم دیا تھا، اور گویا کہ خلیج کے حکمران اس بات کو اچھی طرح نہیں جانتے ہیں اور پھر اس نے ایران کو الگ تھلگ کرنے کی آواز لگائی البتہ امریکہ کی جانب سے ایران پر دباؤ بنانے کی خاطر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ امریکہ اب بھی ایران کے ساتھ نیوکلیر معاہدے پر کاربند ہے حالانکہ الیکشن کے دوران ٹرمپ سب کے سامنے اس معاہدے کے خلاف چیختا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ خلیجی ممالک پر ایرانی عفریت کا ڈر قائم رکھنے کے لئے ہے تاکہ اس کو پھانس کی طرح استعمال کر کے امریکی ہتھیاروں کے سودے، ملٹری بیس اور مراعات کے جال میں پھانسا جائے، اور پھر ان سب کے لئے خلیج کا ہی اپنا سرمایہ لگایا جائے۔

5۔ جہاں تک یہودی وجود کے ساتھ سیاسی منصوبے اور 22 مئی 2017 کو سعودی عرب کے دورے کے بعد ٹرمپ کے مقبوضہ فلسطین کے دورے کی بات ہے اور اس سوال کے تعلق سے کہ کیا واقعی ٹرمپ اس کے سیاسی حل کا کوئی منصوبہ رکھتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ امریکہ کے لئے فلسطین کا مسئلہ موجودہ امریکی انتظامیہ کی ترجیحات کے مطابق آج کوئی ہنگامی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے اس سے قبل بھی 12 مئی 2017 کو ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ "عرب خطے کے بھڑک اٹھنے بالخصوص ملک شام اور شمالی کوریا اور امریکہ کے درمیان تناؤ کی صورت میں فلسطینی مسئلہ موجودہ امریکی انتظامیہ کے لئے ابھی تک ترجیح کا معاملہ نہیں ہے، چنانچہ امریکہ اس معاملے میں کسی بھی طرح کی جلدبازی میں نہیں ہے"۔۔ وہ فلسطین کے حل کے لئے مختلف ممکنات تلاش کر رہا ہے اور عربوں کے درمیان مذاکرات شروع کرنے پر غور کر رہا ہے بالخصوص یہودی وجود اور فلسطینیوں کے درمیان بات چیت پر اور اس کے نتائج کی راہ دیکھ رہا ہے۔ اس کی تصدیق بی بی سی کی 11 مارچ 2017 کی رپورٹ کے حوالے سے ہوتی ہے "رائٹرز نے حوالہ دیا کہ فلسطینی صدر کے ترجمان نبیل ابو ردینہ نے کہا کہ: ٹرمپ نے عباس سے کہا ہے کہ وہ گفتگو چاہتا ہے کہ کس طرح مذاکرات کی طرف واپس لوٹا جائے اور مستقل امن حاصل کرنے کے پُرامن منصوبے کی خاطر اپنی سنجیدگی پر زور دیا"۔ اس نے وہائٹ ہاؤس میں محمود عباس کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں بیان دیا کہ "جو کچھ درکار ہوگا میں وہ کروں گا۔۔ اور میں دونوں فریقین کے درمیان ایک ثالث کی طرح کا کام کرنا چاہوں گا، ایک رہنما اور جج کی طرح، اور پھر اس طرح ہم اس کو حل کر لیں گے"۔ (Russia Today, 4/5/2017)

دوسرے لفظوں میں امریکہ ابھی فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوئی منفرد منصوبہ نہیں بنارہاہے بالخصوص جب تک وہ ملک شام اور شمالی کوریا میں جنگ یا امن کے سلسلے میں کوئی اہم کامیابی حاصل نہیں کرلیتا۔ ٹرمپ کے سامنے یہ ابھی واضح نہیں کہ کس طرح مذاکرات کی طرف واپس لوٹا جائے اور وہ کس قسم کا امن منصوبہ چاہتا ہے اور مسئلے کے حل کو معلوم کرنے، سروے اور فریقین کے ساتھ گفتگو کے ذریعے حل کی تلاش کے مرحلے میں ہے۔ مزید وہ چاہتا ہے کہ دونوں فریق براہ راست آپس میں ملاقات کریں تاکہ وہ جو حل چاہتے ہیں اس پر متفق ہو جائیں یا دوسرے لفظوں میں جو حل یہودی وجود چاہتا ہے اس کو قبول کرلیا جائے۔ امریکی ریاست کی نمائندہ نکی ہیلی Nikki Haley نے گذشتہ منگل کے روز فلسطینی نمائندہ ریاض منصور سے پہلی دفعہ ملاقات کی اور بعد ازاں سوشل میڈیا سائٹ ٹویٹر پر اس نے ٹویٹ کے ذریعے کہا کہ فلسطینیوں کو چاہیے کہ وہ اسرائیل سے ملاقات کریں "بجائے یہ کہ اقوام متحدہ کو حل کے لئے گھسیٹیں، براہ راست مذاکرات کریں"۔(BBC, 11/3/2017)

6۔ خلاصہ، یہ بڑی ہی سنگین بات ہے کہ امریکہ جو خود اپنی بدعنوان اقداروں اور بدبودار تمدن کی وجہ سے اندر ہی اندر کھوکھلا ہوا جارہا ہے اور اس کو مسلمان علاقوں میں اعلیٰ ترین عزت بخشی جائے، اور وہ اس میں سفر کرے اور بے دھڑک اس میں چلا جائے اور جو خود کو حکمران گمان کرتے ہیں امریکی مفادات کی حفاظت کی خاطر چاکری میں بڑھ چڑھ کر حکم بجالائیں، اگر امریکہ انگلی ہلائے اور آنکھ سے دیکھے تو 55 جاہل واحمق نقصان دہ حکمران اس مجرم کی وفاداری و فرمانبرداری بجالانے کے لئے دوڑ لگاتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جرائم میں ڈوبا ہوا ہے اور بڑی دردناک بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی ہی دولت امریکہ کی معیشت کی بنیادیں کھڑی کرنے کے لئے استعمال ہوں اور اس کے ناکارہ جسم میں جان پھونکے اور اس کے بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرے اور اس کو ایک ایسے وقت میں دولت کا ڈھیر دیا جائے جب کہ خود مسلم ممالک میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری پھیلی ہوئی ہے۔ یہ غدار حکمران عوام کی دولت کو بے تحاشا لٹا رہے ہیں جو اللہ کے قانون کے تحت مسلمانوں کی عوامی ملکیت کی دولت ہے، اس کے باوجود وہ اس دولت کو ٹرمپ کے ہاتھوں میں دیتے ہیں تاکہ اس کو مسلمان ممالک میں قتل عام مچانے کے لئے مزید طاقت پہنچائی جائے!۔ لیکن اس کی اصل وجہ ہم سب جانتے ہیں جو ہم نے پہلے بھی کہا ہے اور پھر دہراتے ہیں کہ، ان سب مسائل کی وجہ خلافت کی غیر موجودگی ہے، وہ امام جس کے ذریعے لوگ محفوظ ہو جاتے ہیں جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ، يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيُتَّقَى بِهِ)

"بے شک امام تمہاری ڈھال ہے جس کے پیچھے ہو کر تم لڑتے ہو اور اس کے ذریعے محفوظ رہتے ہو"۔(مسلم)

یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے کہ وہ اس بات کو اپنی زندگی و موت کا مسئلہ بنالے کہ: "اللہ کی خاطر، اللہ کے رسول سے سچا ثابت ہونے اور خلافت راشدہ کے قیام کے لئے سنجیدہ اور مخلص جدوجہد کرے تاکہ اس جبر کے دور کے بعد اللہ کے رسول کی بشارت کی تکمیل ہو جائے" جیسا کہ احمد اور الطیالیسی نے اس صحیح حدیث کی روایت کی ہے، الطیالیسی کے تلفظ کے تحت حذیفہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا:

(...ثُمَّ تَكُونُ جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ)

پھر اس کے بعد جبر کی حکمرانی ہوگی جب تک اللہ چاہے گا باقی بچے گی پھر اللہ اس کو ہٹالے گا پھر اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی"

اور پھر مسلمان عظمت حاصل کریں گے اور کافر استعمار ذلیل ہو رہا ہوگا اور مسلم ممالک سے شکست کھا کر اپنے گھروں کی طرف بھاگ رہا ہوگا چہ جائیکہ ان کے گھر بھی محفوظ بچ گئے ہوں۔

یکم رمضان 1438 ہجری

27/5/2017 CE